مولانا سید حسین احمد مدنی۔ افکار و تاثرات

حاجی محمد عباس نقشبندی مجددی

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری آج کل شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی سیاسی ڈائری مرتب کر رہے ہیں اس سلسلے میں انھوں نے بہت سے بزرگوں نوجوانوں اور علمی ذوق رکھنے والوں سے گزارش کی ہے کہ ان کے پاس حضرت شیخ الاسلام کی کوئی نادر تحریر، کتابچہ، تقریر، خط وغیرہ ہو تو اس سے استفادے کا موقع دیں۔ اسی سلسلے میں ایک عریضہ حاجی محمد عباس نقشبندی مجددی (مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد پوٹہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) کی خدمت میں لکھا گیا تھا حاجی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں جو مفصل مفید خط تحریر فرمایا۔ قارئین "الولی" کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ دوسرا خط جو بطور ضمیمہ حاجی صاحب نے ارسال فرمایا تھا وہ بھی ایسی مفید معلومات پر مشتمل ہے کہ قارئین کرام یقیناً ان سے بھی مستفید ہونا پسند فرمائیں گے ـــــــ ادارہ

پوٹہ

آپ کا گرامی نامہ محررہ ۱۱ اپریل ۱۹۹۲ء شرح صدور لایا۔ حسب فرمائش جناب ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شیروانی کو آپ کے مکتوب خوش اسلوب کے حوالہ سے عریضہ بتاریخ ۲۱ اپریل ارسال کر دیا ہے۔ ع اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ دیتے ہیں کیا جواب

حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی "سیاسی ڈائری" کے مرتب کرنے کا پڑھ کر خوشی ہوئی دلی دعا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ آپ کو اس کی تکمیل کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔

آپ نے حضرت کی نادر غیر مطبوعہ تحریرات، خطوط معلومات وغیرہ کے بارہ میں اس مایۂ حقیر کو بھی حکم فرمایا ہے کہ مہیا کیے جائیں۔ بندہ کے ہاں حضرت والاؒ کے خطوط اور معلومات اور تحریرات نہیں ہیں البتہ چند ایک واقعات سپرد قلم کرتا ہوں۔ شاید وہ شرف قبولیت پاسکیں

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ لاہوری ٹاک تشریف لائے۔ قاضی عطاء اللہ صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد قانیانوالی کے ہاں اُن کی دعوت تھی دعوت میں علماء کرام اور صوفیاء عظام کا مجمع تھا جس میں یہ سیہ کار بھی موجود تھا۔ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے قاضی نجم الدین مرحوم جو مولانا عبدالکریم صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی کے والد بزرگوار تھے نے حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ مولانا آزاد کا کیا کہنا وہ تو علم وفضل کا ایسا بےپایاں سمندر تھے۔ جب کسی موضوع پر بولتا تو گھنٹوں تک فصاحت اور بلاغت کے موتی بکھیر دیتے اور جب کسی موضوع پر لکھنا ہوتا تو صفحوں کے صفحے سپرد قلم کرتے اور قلم رکھنے کا نام نہ لیتا۔ پھر مودودی کے متعلق پوچھا تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ: حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے ایک ادنیٰ غلام جس کا میں نام نہیں لیتا کیونکہ اس کو آپ سب پہنچانتے ہیں) تصویر کو دیکھ کر بتلا سکتا ہے کہ صاحب تصویر میں ایمان ہے یا نہیں تو خود اندازہ لگائیں کہ حضرت مدنیؒ کا کیا مقام ہوگا حضرت مدنی اور میں عوام کو تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ مودودی صاحب مضل ہیں مگر خواص کو کہتے ہیں کہ وہ (مودودی صاحب) مرتد ہے حضرت لاہوریؒ کے الفاظ بندہ کے ذہن میں ہیں بالکل محفوظ ہیں اور ان میں ذرا بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔

۲۔ ماہ دسمبر یا جنوری کا مہینہ تھا کہ بندہ نے خواب دیکھا کہ حضرت مدنیؒ ہمارے مدرسہ کے ہاسٹل میں تشریف فرما ہیں اور ہاسٹل کے ہر کمرہ میں جاکر طلبا کو بیدار کرتے ہوئے فرماتے ہیں اٹھو جلدی اٹھو نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو اور مجھے اذان دینے کا فرمایا۔ بندہ نے اذان دی اور سب طلباء نے حضرت مدنی کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب خواب سے بیدار ہوا تو سارے کپڑے پسینہ سے تر بتر تھے میں نے خواب مولوی احمد نور صاحب فاضل امینیہ

مدرس دہلی جو حضرت مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے خلیفہ تھے اور ان کے ساتھ مجھے عقیدت تھی بذریعہ خط تحریر کیا اور خواب کی تعبیر دریافت کی۔ مولوی مرحومؒ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہارے شیخ طریقت نے حضرت مدنی کی شکل میں آکر تمہارے لطائف پر توجہ دی اور لطائف کی صفائی کر رہے تھے۔ واقعی میرے لطائف (لطیفہ قلبی، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ اخفی اور خفی) اس وقت پوری شدت کے ساتھ جاری تھے اور ان کی گرمی سے بدن پسینہ پسینہ ہوا تھا ان کی تعبیر صحیح ہو گی کیونکہ میں نے خط میں لطائف اور پسینہ کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ میرے شیخ حضرت غلام قادر صاحب نقشبندی مجددی جن کو خلافت حضرت خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف عطا ہوئی تھی اور مجھ پر اکثر نظر شفقت فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ سال ۴۲ء ۱۷ اپریل بروز جمعۃ المبارک ڈیرہ اسمٰعیل خان کے عیدگاہ کلاں میں جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادیؒ، اور مولانا گلشیر صاحب میانوالی کے علاوہ دیگر علماء کرام نے تقریریں کیں حضرت مدنیؒ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ بندہ سٹیج کے نزدیک اور بالکل سامنے بیٹھا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر بندہ حضرت مدنیؒ کی قدم بوسی کے لیے دوڑا اور مجمع میں گھس کر حضرتؒ کے قریب جا پہنچا۔ دست بوسی کرنا چاہتا تھا کہ حضرتؒ نے جلدی سے ہاتھ کھینچ لیا اور شفقت فرماتے ہوئے گلے سے لگا کر فرمایا کہ میں دست بوسی کو پسند نہیں کرتا محض مصافحہ ہی کافی ہے۔

۴۔ سال ۵۴ء میں بفضلہ تبارک و تعالیٰ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکہ معظمہ میں حضرت مدنیؒ کی رہائش معلم عقیل عطاس کے مکان میں تھی۔ حضرتؒ کی ملاقات کے لیے وہاں پہنچا۔ ایک کمرہ جس کی چاروں دیواروں کے ساتھ اونچی تھلی (یعنی بیٹھنے کے لیے اونچی جگہ) پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت مدنیؒ دروازہ کے دائیں جانب تشریف فرما تھے۔ اجازت لے کر داخل ہوا چونکہ حضرتؒ کو دیکھے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لیے پہچان نہیں سکا۔ بندہ نے خادم سے دریافت کیا کہ حضرت مدنیؒ کون سے ہیں۔ اشارہ پا کر جلدی سے دوزانو بیٹھ کر حضرتؒ کی دست بوسی کرنا چاہتا کہ حضرتؒ نے مجھے میرے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور مصافحہ کیا۔ حقیقت ہے کہ اس مجمع اور مجلس کا اس قدر رعب چھا گیا کہ زمین چکر کرتی ہوئی

محسوس ہونے لگی۔ سوچ بچار نے جواب دیدیا۔ زبان بولتے وقت لڑکھڑانے لگی۔ حضرتؒ نے دریافت فرمایا کہاں سے آئے۔ عرض کیا ڈیرہ اسمٰعیل خان سے پھر فرمایا، کس لیے آئے ؟ عرض کیا حج بیت اللہ کے لیے، حالانکہ حضرتؒ کا مدعا اور تھا مگر میں نے جواب اور دیا۔ اسی طرح سوال کے جواب میں بے ربطی سرزد ہوتی رہی گویا کہ بقول مولانا آزادؒ ع پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی، والا معاملہ درپیش تھا۔ ہوش وحواس ٹھکانے نہیں تھے۔ سوال گندم اور جواب چنہ کا سلسلہ جاری تھا۔ چند منٹوں کے بعد حضرتؒ والا قیلولہ کے لیے ملحقہ کمرے میں تشریف لے گئے بندہ بھی وہاں ساتھ گیا۔ وہاں ٹرنک (بکس) پر حضرت اسعد مدنی کا نام لکھا ہوا تھا میں جان گیا کہ حضرت کے فرزند ارجمند مولانا اسعد مدنی بھی ساتھ ہیں۔ بعدہٗ پتہ چلا کہ ہندوستان سے کافی علماء تشریف لائے تھے۔ آخر دعا کے لیے درخواست کی۔ حضرت مدنیؒ نے دعا مانگی۔ معانقہ کیا اور رخصت ہوگیا۔ مگر دل میں پورا تہیہ کر لیا تھا کہ انشاء اللہ روزانہ وقت نکال کر حضرتؒ کی مجلس کی سعادت حاصل کرتا رہوں گا مگر جونہی حرم شریف پہنچا تو معلم یحیٰی احمد نے بتلایا کہ کل مدینہ منورہ کو روانگی ہوگی اور دوسرے روز روانہ ہوگئے دوبارہ حضرت مدنیؒ کی زیارت نہ ہوسکی۔ ان کی محبت، شفقت اور اخلاق حمیدہ کا مزہ اب تک محو نہیں ہوا اور زندگی تک نہیں بھولے گا

ے کہاں میں اور کہاں نکہت گل نسیم سحر تیری مہربانی

۵۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے صوبائی انتخابات میں الیکشن لڑنے کے لیے ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کی پانچ سیٹوں پر جمعیتہ العلماء کے امیدوار نواب اسد اللہ بن خان نواب آف کلاچی اور عبداللہ خان آف پوٹہ (جو بندہ کے رشتہ دار تھے۔ کانگرسی امیدوار نواب اللہ نواز ڈیرہ جمعیتہ العلماء کا امیدوار ٹانک تحصیل میں عبدالحمید خان سدّ کی آزاد امیدوار اور سٹی ڈیرہ کی اہم سیٹ (جو سٹی ڈیرہ، بنوں، کوہاٹ اور ہزارہ یعنی چاروں ضلعوں پر مشتمل تھی) پر احراری امیدوار مخدوم شاہ بنوری تھے ان کے مقابلہ میں مسلم لیگ کے امیدوار نواب نصر اللہ خان، عبدالقیوم خان، نواب زادہ ذوالفقار خان نواب قطب الدین، نواب آف ٹانک اور خان بہادر جلال الدین خان کوہاٹ کو ٹکٹ دیئے گئے تھے۔

فریقین نے اپنے اپنے امیدوار کو کامیاب کرانے کی تگ ودو اور دوڑ دھوپ شروع کردی

مسلم لیگ کے امیدواروں کی امداد کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی پیر آف مانکی شریف، پیر زکوڑی اور دیگر علماء اور لیڈروں نے خوب دورے کیے اور ایڑی چوٹی کا زور لگایا ٹانک میں جلسہ ہوا تو عبدالحامد بدایونی نے حضرت مدنیؒ کے خلاف خوب زہر اگلا اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کیے۔ یہاں تک فرمایا کہ حسین احمد (حضرت مدنیؒ) کو مدنی مت کہو وہ تو ٹانڈہ کے باشندے ہیں مدنی کیسے ہو گئے۔ ہندوؤں پر بک چکے ہیں اور ہندوؤں کے رہنما ہیں اور مسلمانوں کے دشمن وغیرہ وغیرہ اسی طرح پیر زکوڑی نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کا پورا پورا دورہ کیا۔ مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظم محمد جناح مرحوم کی اپیل پر مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کے تقریباً بیس کالج کے طلباء الیکشن مہم کے سلسلہ میں ڈیرہ پہنچ گئے قریباً تمام طلباء یوپی، سی پی اور دہلی کی طرف کے تھے۔ طلباء کے لیے بائیسکل مہیا کیے گئے (کیونکہ اس زمانہ میں لاریوں اور موٹروں وغیرہ کی کثرت نہ تھی) وہ ڈیرہ شہر کے ہر طرف دس دس میل دور تک پہنچ کر جلسہ کرتے اور مسلم لیگی امیدوار کے حق میں راہ ہموار کرتے انھوں نے پورے ایک مہینہ تک ڈیرہ میں ٹھہر کر خوب کام کیا۔ گویا کہ مسلم لیگی لیڈروں وغیرہ نے ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ضلع کی فضا کو مسموم کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔

جمعیۃ، احرار اور کانگریسی امیدواروں کے حق میں حضرت مدنیؒ تشریف لائے

حضرت نے اللہ نواز خان کے حلقہ کا دورہ کیا جس سے نواب صاحب کو خوب تقویت ملی۔ حضرت مدنیؒ کی شخصیت سے لوگ بہت متاثر ہوئے اور مسلم لیگ کو سرکاری جماعت سمجھ کر پورے متنفر ہو گئے اور مسلم لیگی حضرات کے دورے کا سب اثر زائل ہو گیا۔ ایک مسلم لیگی کے بیان کے مطابق حضرت مدنی کے دورے کے بعد اُن کے حلقہ کے عوام کا رُخ اور رویہ بالکل یکدم تبدیل ہو گیا۔

حضرت مدنیؒ نے اسد جان خان نواب آف کلاچی (امیدوار جمعیۃ) کے حلقہ کا دورہ کیا۔ شہر کلاچی میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے شرکت کی ان کے حلقہ میں خانقاہ سراجیہ احمدیہ سعدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت مدنیؒ تشریف لے گئے حضرت دوست محمد قندھاریؒ، حضرت خواجہ محمد عثمانؒ اور حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی اور تقریباً آدھ گھنٹہ تک کھڑے ہو کر دعا مانگتے رہے۔ اور جلسہ بھی کیا۔ وہاں کے

عوام جو خانقاہ شریف کے گدی نشین کے زیر اثر رہ کر مسلم لیگ کے حامی تھے۔ وہ سارے کے سارے جمعیۃ العلماء ہند کے ہم خیال ہو گئے اور ان کے جتنے خدشات تھے وہ رفع ہو گئے اور اسد جان خان کے حق میں فضا تبدیل ہو گئی۔

حضرت مدنیؒ نے ڈیرہ کے ٹاؤن ہال اور اللہ نواز خان کی کوٹھی پر جلسے کیے ڈیرہ کے عوام کے علاوہ مواضعات سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ حضرت مدنیؒ کے دیدار کے شوق میں پیدل سفر کر کے آئے۔ حضرت مدنیؒ نے انگریزوں کے مظالم ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر وغیرہ مورخین کے حوالہ جات خوب بیان کیے اور ثابت کیا کہ جمعیۃ العلماء، احرار اور کانگریس ہی ایسی جماعتیں ہیں جو انگریزوں کو اپنے ملک سے نکالنے کے لیے برسرپیکار ہیں اور اس اتحاد کو توڑنے کے لیے مسلم لیگ کو کھڑا کیا گیا ہے۔ عوام پر بہت اچھا اثر پڑا، اور ہمارے امیدواروں کی حق میں راہ پوری کی پوری ہموار ہوئی۔ حضرت مدنیؒ نے قائداعظم محمد علی جناح صاحب کا نام "شیر قالین" رکھا ہوا تھا اور تقریر میں اسی نام سے یاد فرماتے تھے۔

ٹاؤن ہال کے جلسہ میں مسلم لیگ کی طرف سے چند اوباش لڑکوں نے شور و غل مچا کر جلسہ کو ناکام کرنے کی کوشش کی۔ حضرت مدنیؒ نے للکار کر پکارا کہ ان بدمعاشوں کو دور کیا جائے۔ رضاکاروں نے ڈنڈے سنبھال کر ان کو جلسہ گاہ سے باہر بھگا دیا اور جب تقریر ہوئی تو سکوت کا عالم تھا۔ پتا تک نہیں ہلتا تھا۔ آدھی رات گئے تک تقریر کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی طرح نواب صاحب کی کوٹھی پر کامیاب ترین جلسہ ہوا۔

عبداللہ خان آف پوٹہ کانگرسی امیدوار کے حق میں حلقہ متعلقہ کا دورہ کیا۔ عبداللہ خان کے مقابلہ میں نواب نصراللہ خان علیزئی تھا۔ پوٹہ کا نصف موضع اس کی ملکیت تھا اس کے علاوہ دوسرے مواضعات میں اس کی اور اس کے قومی بھائیوں (علیزئی خاندان) کے زمین کے رقبے تھے جس پر سینکڑوں کاشت کاران کے تابع تھے۔ مزید براں نواب صاحب کا تعلق تونسہ شریف کے خواجگان کے ساتھ تھا۔ جو گدی نشین ہونے کے باعث لیگی رجحان رکھتے تھے ان کے حلقہ میں مولوی احمد نور صاحب سکنہ پارک (جن کا ذکر خواب کے سلسلہ میں ہو چکا ہے) جو گولڑوی حضرات کے خلیفہ تھے۔ اور وہی رجحان تھا جو ان کے حضرات کا تھا۔ مگر حضرت مدنیؒ

کے اثر کی وجہ سے نہ تو کاشتکاروں نے ان کی امداد کی اور نہ تو اجگان حضرات کے مریدوں نے نصراللہ خان کے حق میں ووٹ ڈالے بلکہ عوام (سادہ لوح) جو کہ عبداللہ خان کے نام سے واقف نہ تھے یہی کہتے تھے کہ ہم ڈیوٹہ کے فقیر صاحب) کو ووٹ دیں گے۔ عبداللہ خان آف یوٹہ کے پولنگ سینٹر بمقام پارک پر عوام کو چائے، روٹی اور رہائش کا انتظام احمد نور صاحب مرحوم کی جگہ پر تھا اور انھوں نے ہر ممکن امداد کی۔ عوام نے کھانا تو نواب نصراللہ خان کا کھایا اور ووٹ عبداللہ خان کے حق میں پول کیے۔ نواب صاحب نے ہر پولنگ سینٹر پر روٹی کا اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ زردہ پلاؤ اور ترکاری عام تھی اور ہر خاص و عام کو کھانے کی اجازت تھی اس کے مقابلہ میں عبداللہ خان کا کھانا بہت سادہ تھا اس سے اندازہ لگائیں کہ چائے کے لیے چینی کے پیالوں کی جگہ مٹی کے کچے پیالے تھے اور چائے دانی کے بجائے کچی مٹی کے کونڈوں میں چائے بھر کر پلائی گئی مگر مقبولیت کا یہ عالم تھا جیسا کہ بیان ہو چکا کھانا تو کھایا نواب صاحب کا اور ووٹ دیے فقیر عبداللہ خان کو

احراری امیدوار کی امداد کے لیے احراری علماء تشریف لائے تھے۔ ڈیرہ شہر کے الیکشن سینٹر میں تو یہ حالت تھی کہ شورش کاشمیری مرحوم کو بلوایا گیا تھا۔ جس دن شورش مرحوم ڈیرہ تشریف لائے تو شہر کو خوب سجایا گیا۔ بازاروں میں جابجا ہلالی دروازے بنائے گئے اور مسلمانوں نے اپنی دکانوں کو نوٹوں کے ہاروں سے سجا رکھا تھا اور کتبے بھی آویزاں کیے ہوئے تھے جن پر لکھا تھا کہ ہم سید بنوری کو ووٹ بھی دیں گے اور نوٹ بھی دیں گے۔ کاشمیری کو گھوڑے پر سوار کیا گیا پھولوں اور نوٹوں کے ہار ان کے گلے میں ڈالے گئے۔ ڈیرہ پولنگ میں بنوری احراری امیدوار مسلم لیگ کے امیدوار سے چار سو ووٹوں کی کثرت سے جیت گیا۔ مگر ڈیرہ کے پولنگ کے سوا ہر ضلع بنوں، کوہاٹ اور ہزارہ میں شکست کھائی۔ احراری امیدوار کے ڈبہ پولنگ میں زیادہ ووٹ ہی نہیں تھے بلکہ ووٹ کے ساتھ ساتھ نوٹ بھی لیے تھے جو اڑھائی سو کی تعداد میں ایک ایک دے رہا تھے نوٹ صندوق سے نکلے تھے اس کے علاوہ قصباتی طبقہ کی طرف سے ڈیرہ شہر کے ہر محلہ میں دعوتوں سے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی۔

ضلع ڈیرہ کی پانچ سیٹوں میں محض ایک سیٹ مسلم لیگ کو ملی جو آزاد امیدوار کے مقابلہ میں الیکشن لڑا تھا۔

لطیفہ ؛ جب عبداللہ خان اور نواب نصراللہ خان کے جلسہ جلوسوں کا سلسلہ شروع ہوا تو نصراللہ خان کی طرف سے ایک مولوی صاحب نے جلسہ میں آیت پڑھی اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس ید خلون فی دین اللہ افواجا اور لوگوں کو کہا کہ جب نصراللہ اور فتح اللہ (جو اس کا بھائی تھا) تمہارے پاس آئیں تو گروہ در گروہ اس کی پارٹی میں داخل ہو جاؤ، اُس کے مقابلہ میں عبداللہ خان کے مولوی صاحب نے آیت پڑھی انی عبداللہ آتینی الکتاب الخ (نعوذ باللہ من ذالک) حرام خور ملاؤں کی یہ حالت ہے ایسے علماؤں ہی کا ذکر مولانا آزادؒ نے اپنے تذکرہ میں کیا ہے جنھیں علماء سو کہا گیا ہے۔

۶۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کا اعلان ہو جانے کے بعد صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کا مرحلہ پیش ہوا۔ مسلم لیگ کی حمایت میں پنجاب سے مولانا عبدالستار خان نیازی، ملک فیروز خان نون اور سب کے آخیر میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تشریف لائے مسلم لیگ نے خوب زور لگایا اور بالآخر مسلم لیگ کامیاب ہو گئی اور کانگرس ہار گئی۔

۷۔ کانگرسی جلسوں میں ہم ایک نظم (جس کا کچھ تھوڑا سا حصہ مجھے یاد ہے) کہا کرتے تھے۔ جو پیش خدمت ہے۔

ہمیں شاہ اپنا بنانا پڑے گا فرنگی کو لندن ہی جانا پڑے گا
نہیں ہے اب اس کا ہمارا بسیرا کہ ہم سادہ لوح ہیں یہ ہے لٹیرا
بہت کچھ لگایا یہاں اس نے ڈیرا بس اب اس کو بستر اٹھانا پڑیگا
فرنگی کو لندن ہی جانا پڑے گا

نہ یہ کام فتوے لگانے سے ہوگا نہ جنگل میں چلے کمانے سے ہوگا
نہ حجروں میں تسبیح ہلانے سے ہوگا جہاد کا نعرہ لگانا پڑے گا
فرنگی کو لندن ہی جانا پڑے گا

نہ وائسرائے کے ملنے ملانے سے ہوگا نہ گاندھی کے آنے و جانے سے ہوگا
نہ گول میز کانفرنس بلانے سے ہوگا ہتھیلی پہ سر کو اٹھانا پڑے گا
فرنگی کو تو لندن ہی جانا پڑے گا

مسلمان تب تھے کہ آزاد ہوتے　　اولوالعزم دنیا میں دلشاد ہوتے
مسلمان ایسے نہ برباد ہوتے　　ہمیں بن کے غازی دکھانا پڑے گا
فرنگی کو لندن ہی جانا پڑے گا
آزادی کی قیمت بہت بے بہا ہے　　وہ ایسی کہ جس کا نہ کچھ انتہا ہے
نہ مال اور زر سے یہ ہوتی ادا ہے　　رگِ جان کا خون بہانا پڑے گا
فرنگی کو لندن ہی جانا پڑے گا
ہمیں شاہ اپنا بنانا پڑے گا

۸۔ عبدالحامد بدایونی کی مایوسی؛

سال ۱۹۶۸ء میں کراچی جانا ہوا۔ مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ سے ملاقات کی۔ خیال ہوا کہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی کوٹھی دیکھ لیں، وہاں پہنچے دفتر یا کتب خانہ میں تشریف فرما تھے۔ ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں ان کے ڈیرہ اسماعیل خان کے سال ۱۹۴۶ء کے دورے کا ذکر ہوا ٹانک میں نواب آف ٹانک کے جلسہ میں موجودگی کا بندہ نے بتلایا۔ پاکستان کے بارہ میں گفتگو ہوئی تو ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ افسوس! ہونا تھا اور کیا ہوگیا۔ ہم نے سر توڑ کوشش کی کہ پاکستان بن جانے پر ایک حقیقی اسلامی ریاست وجود میں آجائیگی۔ مگر امیدیں شرمندہ تعبیر نہ ہوئیں اور ہماری تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ "پاکستان کے معنی کیا۔ لا الہ الا اللہ" محض ایک نعرہ تھا۔ جس کے جوش میں مسلمانوں نے اپنی تمام صلاحیتیں گنوا دیں۔ پاکستان کے بننے میں مسلمانوں کے خون سے دہلی کے بازار، گلیوں اور گھروں میں خون کی ندیاں بہہ گئیں، لاکھوں عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ لاکھوں جانیں ضائع ہوگئیں جس قدر خون خرابہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ زبان بیان کرنے سے قاصر، کیا کریں کوئی نہیں مانتا۔ پاکستان بنانے والے اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور جو باقی زندہ ہیں وہ کنبہ پروری خود غرضی کا شکار ہوگئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

۹۔ لطیفہ: مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ سے ملاقات کے لیے اپنی قیام گاہ سے فون کیا۔ فون پر شاید احترام الحق صاحب سے معلوم ہوا کہ مولانا موجود نہیں باہر گئے ہوئے ہیں،

آجائیں گے. دوسری بار پھر کیا تو وہی جواب ملا ۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد تیسری بار دریافت کیا تو احترام الحق صاحب نے تلخ لہجہ میں کہا کہ تم کون ہو کہ مولانا کی ٹانگ پکڑ رکھی ہے ؟ عرض کیا حضرت! ہم تو مولانا کی ٹانگ پکڑنے والے نہیں بلکہ مولانا کے پاؤں پکڑ کر بوسہ دیتے رہے ہیں ؟ غصہ کیوں ہوتے ہیں ۔ اور ریسور کو ڈال دیا ۔ نام وغیرہ نہیں پوچھا ۔ عصر کے بعد ان کی کوٹھی پر گئے تو ان کے سیکریٹری سے ملاقات ہوئی ملاقات کے لیے اجازت مانگی تو فرمایا کہ حضرت مولاناؒ ایک بہت ضروری اور اہم کام میں مصروف ہیں کل آجانا ، مایوس ہو کر واپس آگئے ؎

حسرتِ دیدارِ جاناں بزم میں لائی مجھے ۔۔۔ بزم سے میں حسرت دیدارِ جاناں سے چلا

۱۰۔ یہ ہیں چند ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں واقعات جو سپرد قلم کر دیے ہیں شاید آپ کو کوئی واقعہ پسند آجائے ۔ ؎

شاید ان ذروں میں تصویریں کبھی ہوں آپ کی ۔۔۔ یہ سمجھ کر منتشر اجزائے دل یک جا کر دیئے

اور ؎ لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکا ۔۔۔ ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب محترم المقام ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہانپوری مدظلہٗ
۹/۱ علیگڑھ کالونی ، منگھا پیر روڈ
کراچی 75800

احقر الناس محمد عباس عفا اللہ عنہ
نقشبندی مجددی پوٹہ
۳۰ اپریل ۱۹۹۲ئہ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پوٹہ

محترم و معظم مکرمی و مخلص جناب ڈاکٹر صاحب سلمہٗ

راقم الحروف کا مکتوب محررہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۲ئہ مل چکا ہوگا مولانا شیروانی صاحب کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ۔ امید ہے کہ آنجناب نے میرے خط کا عکس جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا شیروانی صاحب کو ارسال کر دیا ہوگا ۔ ممکن ہے ان کا جواب باصواب بھی آپ کو موصول ہوا ہو ۔

ھاں! میں ایک واقعہ تحریر کرنا بھول گیا تھا۔ وہ یوں تھا کہ:

حضرت شیخ الاسلام مدنی رحمۃ اللہ علیہ سال ۱۹۴۶ء میں نواب اسد جان خان سکنہ کدچی کے حق میں انتخابی مہم کے سلسلہ میں دورہ کرنے کے بعد جب موضع پوٹہ تشریف للئے تو عبداللہ خان آف پوٹہ نے حضرت مدنیؒ سے عرض کی کہ اُن کا شاگرد مسمی حافظ مولوی محمد عثمان فاضل دیوبند جمعیۃ اور کانگرس کے خلاف مسلم لیگ کے امیدوار کی حمایت کر رہا ہے اور ان کے حق میں خوب پروپیگنڈہ کی مہم جاری کی ہوئی ہے اور لوگوں کو یہ حدیث سُنا کر ہمارے خلاف بھڑکاتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک فاسق فاجر انسان کے ذریعہ بھی اپنے دین کی خدمت لیتا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ حافظ صاحب مجمع میں موجود تھے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمارے شاگرد ہو کر ہماری جماعت کی مخالفت؟ یہی فرمانا تھا کہ حافظ صاحب کی حالت بدل گئی اور جھٹ حضرت مدنیؒ کو لپٹ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا اور توبہ کر کے وعدہ کیا کہ وہ عبداللہ خان کی حمایت کریں گے۔ جلسہ کے بعد جب مسجد میں تشریف لائے تو مجمع کے سامنے اعلان کیا کہ اگر آج حضرت مدنیؒ مجھے مغرب کے بجائے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا فرماتے تو مشرق کی طرف نماز ادا کرتا۔ بس اسی دن سے کانگرسی امیدوار عبداللہ خان کے حق میں تمام حلقہ میں دورہ کر کے لوگوں کے ذہنوں کو استوار کیا اور عبداللہ خان بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئے۔

عبداللہ خان کٹر کانگرسی امیدوار تھے اگر کوئی ان سے کہتا کہ تم مسلم لیگ میں شامل ہو جاؤ تو وہ یہی جواب دیتے کہ اگر حضرت مدنیؒ کانگرس سے بیزاری کا اعلان کر دیں تو فوراً کانگرس سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ صاحب موصوف صوفی منش، پرہیزگار اور خاندان چشتیہ کی ایک خانقاہ کے گدی نشین کے مرید تھے۔

مگر حضرت شیخ الاسلامؒ کے جان و دل سے فدائی تھے۔ یہی شیخ مدنیؒ سے عقیدت مندی کا اثر تھا کہ جب عبداللہ خان صوبہ سرحد کی لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تو انھوں نے اسمبلی میں شریعت بل پاس کروایا جس کی بدولت ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں شریعت بل نافذ ہو جانے کی رُو سے جائیداد ورثا میں شریعت کے مطابق تقسیم ہونا شروع ہو گئی اس سے پہلے متوفی کی جائیداد غیر منقولہ رواج کے مطابق منتقل ہوتی تھی اور مستورات کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہوتا

دریں بارہ پوٹہ کے ایک عالم قاضی محمد جان مرحوم نے مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ سے خط وکتابت کی اور حضرت مفتی نے فتویٰ دیا کہ اگر انگریز حکومت شریعت کا ایک ادنیٰ جزو بھی نافذ کرنے پہ تیار ہوجائے تو منظور کر لیا جائے۔ یہی سوال وجواب کفایۃ المفتی جلد نہم کے صفحہ نمبر پر درج ہے اس کے علاوہ عبداللہ خان نے اسمبلی میں یہ بل بھی پاس کرایا کہ ہندو پر مسلمانوں کی جائیداد خریدنا ممنوع قرار دیا گیا۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ غریب مسلمانوں کو ہندؤوں کے ظالم پنجہ سے نجات حاصل ہوگئی۔

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ ہمارے موضع پوٹا میں فاضل دیوبند علماء مساجد میں خطیب اور پیش امام دین کی خدمت کر رہے ہے حضرت مولانا بادشاہ گل صاحب مرحومؒ مفتی محمود صاحبؒ حضرت مولانا درخواستی مدظلہ العالی، مولانا غلام غوث صاحب ہزارویؒ حضرت امیر شریعت عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور دیگر اکابرین جمعیۃ العلماء پاکستان کا ہمیشہ موضع ہذا میں ورود مسعود ہوتا رہا ہے۔ الحمدللہ عزوجل اس علاقہ میں دیوبندی مسلک کے سوا دوسرا کوئی مسلک نہیں ہے۔ ضلع ڈیرہ میں اکثر دارالعلوم اور مدارس عربیہ کی بنیاد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی رکھی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتمم دیوبند، مولانا محمد نور صاحب مدرس دیوبند، مولانا عبدالخالق صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند تشریف لاتے رہے ہیں گنہ گار کو فخر ہے کہ حضرت مفتیؒ، حضرت ہزارویؒ اور حضرت درخواستی مدظلہ کے ساتھ علاقے میں دورے کرتا رہا ہے اور مندرجہ بالا حضراتؒ کی دست بوسی کی سعادت حاصل ہوتی رہی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ باوجود وزیراعلیٰ صوبہ سرحد ہونے کے عبداللہ خان مرحوم کے دولت کدہ پر خاص وعام لوگوں کے ساتھ ثرید کے ایک تھال پر روٹی تناول فرمایا کرتے تھے۔ چٹائی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔

والسلام

جناب ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہجہانپوری
علی گڑھ سوسائٹی
کراچی

دعا جو
محمد عباس عفا اللہ عنہ
۲۶ مئی ۱۹۹۲ء